گاتا جائے بنجارا



ساحر لدھیانوی

گاتا جائے بنجارا

ساحر لدھیانوی

© ساحر لدھیانوی

ناشر :

پنجابی پستک بھنڈار

دریبہ کلاں ۔ دہلی ۶

قیمت ۲/۵۰ صرف

لائبریری ایڈیشن

اگست سنہ ۶۳ء

891.4391
S11G

طابع :

پرم ہنس پریس ۔ دہلی ۶



The Writer

اشکوں میں جو پایا ہے، وہ گیتوں میں دیا ہے
اس پر بھی سنا ہے کہ زمانے کو گلا ہے
جو تار سے نکلی ہے، وہ دھن سب نے سنی ہے
جو ساز پہ گذری ہے، وہ کس دل کو پتہ ہے
ہم پھول ہیں، اوروں کے لئے لائے ہیں خوشبو
اپنے لئے لے دے کے بس اک داغ ملا ہے



بھرم تیری وفاؤں کا مٹا دیتے تو کیا ہوتا
ترے چہرے سے ہم پردہ ہٹا دیتے تو کیا ہوتا
محبت بھی تجارت ہو گئی ہے اس زمانے میں
اگر یہ راز دنیا کو بتا دیتے تو کیا ہوتا
تری امید پر جینے سے حاصل کچھ نہیں، لیکن
اگر یوں بھی نہ دل کو آسرا دیتے تو کیا ہوتا



دو شعر

کس کو خبر تھی، کس کو یقیں تھا ایسے بھی دن آئیں گے
جینا بھی مشکل ہوگا، اور مرنے بھی نہ پائیں گے
ہم جیسے برباد دلوں کا جینا کیا اور مرنا کیا
آج تری محفل سے اٹھے، کل دنیا سے اٹھ جائیں گے

تدبیر سے بگڑی ہوئی تقدیر بنا لے
اپنے پہ بھروسہ ہے تو یہ داؤ لگا لے
ڈرتا ہے زمانے کی نگاہوں سے بھلا کیوں
انصاف ترے ساتھ ہے الزام اٹھا لے
کیا خاک وہ جینا ہے جو اپنے ہی لئے ہو
خود مٹ کے کسی اور کو مٹنے سے بچا لے
ٹوٹے ہوئے پتوار ہیں کشتی کے تو غم کیا
ہاری ہوئی باہوں کو ہی پتوار بنا لے



تم نہ جانے کس جہاں میں کھو گئے
ہم بھری دُنیا میں تنہا ہو گئے

موت بھی آتی نہیں — آس بھی جاتی نہیں
دل کو یہ کیا ہو گیا — کوئی شے بھاتی نہیں

ایک جاں اور لاکھ غم — گھٹ کے رہ جائے نہ دم
آؤ تم کو دیکھ لیں — ڈوبتی نظروں سے ہم

تم نہ جانے کس جہاں میں کھو گئے
ہم بھری دُنیا میں تنہا ہو گئے



جیون کے سفر میں راہی ملتے ہیں بچھڑ جانے کو
اور دے جاتے ہیں یادیں تنہائی میں تڑپانے کو
رو رو کے انہی راہوں میں کھونا پڑا اک اپنے کو
ہنس ہنس کے انہی راہوں میں اپنایا تھا بیگانے کو
اب ساتھ نہ گزریں گے ہم، لیکن یہ فضا وادی کی
دہراتی رہے گی برسوں بھولے ہوئے افسانے کو
تم اپنی نئی دنیا میں کھو جاؤ پرائے بن کر
جی پائے تو ہم جی لیں گے مرنے کی سزا پانے کو



یہ بہاروں کا سماں، چاند تاروں کا سماں
کھو نہ جائے، آ بھی جا
آسماں سے رنگ بن کر بہہ رہی ہے چاندنی
بے زبانی کی زباں سے کہہ رہی ہے چاندنی
جاگتی رُت ناگہاں سو نہ جائے آ بھی جا
رات کے ہمراہ ڈھلتی جا رہی ہے زندگی
شمع کی صورت پگھلتی جا رہی ہے زندگی
روشنی بجھ کر دھواں ہو نہ جائے آ بھی جا
آ ذرا ہنس کر نگاہوں میں نگاہیں ڈال دے
دیر کی ترسی ہوئی باہوں میں باہیں ڈال دے
حسرتوں کا کارواں، کھو نہ جائے آ بھی جا



اُنہیں کھو کر دُکھے دل کی دُعا سے اور کیا مانگوں
میں حیراں ہوں کہ آج اپنی وفا سے اور کیا مانگوں
گریباں چاک ہے آنکھوں میں آنسو لب پہ آہیں ہیں
یہی کافی ہے دُنیا کی ہوا سے اور کیا مانگوں
مری بربادیوں کی داستاں اُن تک پہنچ جائے
سوا اس کے محبت کے خدا سے اور کیا مانگوں



بول نہ بول اے جانے والے سُن تو لے دیوانوں کی
اب نہیں دیکھی جاتی ہم سے یہ حالت ارمانوں کی
حُسن کے کھلتے پھول ہمیشہ بیدردوں کے ہاتھ بکے
اور چاہت کے متوالوں کو دھول ملی ویرانوں کی
دل کے نازک جذبوں پر بھی راج ہے چاندی سونے کا
یہ دُنیا کیا قیمت دے گی سادہ دل انسانوں کی



پگھلا ہے سونا دور گگن پر پھیل رہے ہیں شام کے سائے

خاموشی کچھ بول رہی ہے

بھید انوکھے کھول رہی ہے

پنکھ پکھیرو سوچ میں گم ہیں پیڑ کھڑے ہیں سیس جھکائے

پگھلا ہے سونا دور گگن پر پھیل رہے ہیں شام کے سائے

دھندلے دھندلے مست نظارے

اڑتے بادل مڑتے دھارے

چھپ کے نظر سے جانے کس نے رنگ رنگیلے کھیل رچائے

پگھلا ہے سونا دور گگن پر پھیل رہے ہیں شام کے سائے

کوئی بھی اس کا راز نہ جانے

ایک حقیقت لاکھ فسانے

ایک ہی جلوہ شام سویرے بھیس بدل کر سامنے آئے

پگھلا ہے سونا دور گگن پر پھیل رہے ہیں شام کے سائے



عمر خیام:

مقدر کا لکھا مٹتا نہیں آنسو بہانے سے

یہ وہ ہونی ہے جو ہو کر رہے گی ہر بہانے سے

اگر جینے کی خواہش ہے تو مستوں کی طرح جی لے

کہ محفل ہوش کی سونی پڑی ہے اک زمانے سے

رقاصہ:

مچلتی امنگیں کہیں سو نہ جائیں

یہ صبحیں یہ شامیں یونہی کھو نہ جائیں

کوئی صبح لے لے کوئی شام لے لے

جوانی کے سر کوئی الزام لے لے



عمر خیام:

یہ موسم، یہ ہوا، یہ رُت سہانی پھر نہ آئے گی
ارے او جینے والے زندگانی پھر نہ آئے گی
کوئی حسرت نہ رکھ دل میں یہ دُنیا چار دن کی ہے
جوانی سوچ رہا ہے، جوانی پھر نہ آئے گی

رقاصہ:

نگاہیں ملا، اور اِک جام لے لے
جوانی کے سر کوئی الزام لے لے
گناہوں کے سائے میں ملتی ہے جنت
حسینوں کے ہمراہ چلتی ہے جنت
حسینوں کے پہلو میں آرام لے لے
جوانی کے سر کوئی الزام لے لے



جائیں تو جائیں کہاں
سمجھے گا کون یہاں، درد بھرے دل کی زباں
جائیں تو جائیں کہاں

مایوسیوں کا مجمع ہے جی میں
کیا رہ گیا ہے اِس زندگی میں
رُوح میں غم، دل میں دھواں
جائیں تو جائیں کہاں

اُن کا بھی غم ہے، اپنا بھی غم ہے
اب دل کے بچنے کی اُمید کم ہے
اِک کشتی، سو طوفاں
جائیں تو جائیں کہاں



غم کیوں ہو؟

جینے والوں کو جیتے جی مرنے کا غم کیوں ہو؟
شوخ لبوں پر آہیں کیوں ہوں آنکھوں میں نم کیوں ہو؟
آج اگر گلشن میں کلی کھلتی ہے تو کل مرجھاتی ہے
پھر بھی کھِل کر ہنستی ہے اور سب کے چمن مہکاتی ہے
غم کیوں ہو؟

کل کا دن کس نے دیکھا ہے آج کا دن ہم کھوئیں کیوں
جن گھڑیوں میں ہنس سکتے ہیں اُن گھڑیوں میں روئیں کیوں
غم کیوں ہو؟

گائے جا مستی کے ترانے ٹھنڈی آہیں بھرنا کیا؟
موت آئی تو مر بھی لیں گے موت سے پہلے مرنا کیا؟
غم کیوں ہو؟



سُرمئی رات ہے ستارے ہیں
آج دونوں جہاں ہمارے ہیں
صبح کا انتظار کون کرے

پھر یہ رُت، یہ سماں ملے نہ ملے
آرزو کا چمن کھلے نہ کھلے
وقت کا اعتبار کون کرے

لے بھی لو ہم کو اپنی بانہوں میں
روح بے چین ہے نگاہوں میں
التجا بار بار کون کرے



نظر سے دل میں سمانے والے، مری محبت ترے لئے ہے
وفا کی دُنیا میں آنے والے، وفا کی دولت ترے لئے ہے
کھڑی ہوں میں تیرے راستے میں جواں اُمیدوں کے پھول لے کر
مہکتی زلفوں، بہکتی نظروں کی گرم جنت ترے لئے ہے
سوا تری آرزو کے اس دل میں کوئی بھی آرزو نہیں ہے
ہر ایک جذبہ، ہر ایک دھڑکن، ہر ایک حسرت ترے لئے ہے
مرے خیالوں کے نرم پردوں سے جھانک کر مسکرانے والے
ہزار خوابوں سے جو سجی ہے وہ اک حقیقت ترے لئے ہے



میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی
مجھ کو راتوں کی سیاہی کے سوا کچھ نہ ملا
میں وہ نغمہ ہوں جسے پیار کی محفل نہ ملی
وہ مسافر ہوں جسے کوئی بھی منزل نہ ملی
زخم پائے ہیں، بہاروں کی تمنا کی تھی
میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی
کسی گیسو کسی آنچل کا سہارا بھی نہیں
راستے میں کوئی دھندلا سا ستارا بھی نہیں
میری نظروں نے نظاروں کی تمنا کی تھی
میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی
دل میں ناکام اُمیدوں کے بسیرے پائے
روشنی لینے کو نکلا تو اندھیرے پائے
رنگ اور نور کے دھاروں کی تمنا کی تھی
میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی

۲

میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی
مجھ کو راتوں کی سیاہی کے سوا کچھ نہ ملا

میری راہوں سے جدا ہو گئیں راہیں اُن کی
آج بدلی نظر آتی ہیں نگاہیں اُن کی
جن سے اس دل نے سہاروں کی تمنا کی تھی
میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی

پیار مانگا تو سسکتے ہوئے ارمان ملے
چین چاہا تو اُمڈتے ہوئے طوفان ملے
ڈوبتے دل نے کناروں کی تمنا کی تھی
میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی

★

زور لگا کے — ہیّا
پیر جما کے — ہیّا
جان لڑا کے — ہیّا

آنگن میں بیٹھی ہے مچھیرن تیری آس لگائے
ارمانوں اور آشاؤں کے لاکھوں دیپ جلائے
بھولا بچپن رستہ دیکھے ممتا خیر منائے
زور لگا کر کھینچ مچھیرے ڈھیل نہ آنے پائے

—— ہیّا ہیّا
زور لگا کے — ہیّا
پیر جما کے — ہیّا
جان لڑا کے — ہیّا

جنم جنم سے اپنے سر پر طوفانوں کے سائے
لہریں اپنی ہمجولی ہیں اور بادل ہمسائے
جل اور جال ہیں جیون اپنا کیا سردی کیا گرمی
اپنی ہمت کبھی نہ ٹوٹے رُت آئے رُت جائے

—— ہیّا ہیّا

اے دل زباں نہ کھول صرف دیکھ لے
کسی سے کچھ نہ بول صرف دیکھ لے
یہ حسین جگمگاہٹیں　　آنچلوں کی سرسراہٹیں
یہ نشے میں جھومتی زمیں　　سب کے پاؤں چومتی زمیں
کس قدر ہے گول صرف دیکھ لے
اے دل زباں نہ کھول صرف دیکھ لے
کتنا سچ ہے کتنا جھوٹ ہے　　کتنا حق ہے کتنی لوٹ ہے
رکھ سبھی کی لاج کچھ نہ کہہ　　کیا ہے یہ سماج کچھ نہ کہہ
ڈھول کا یہ پول صرف دیکھ لے
اے دل زباں نہ کھول صرف دیکھ لے
مان لے جہاں کی بات کو　　دن سمجھ لے کالی رات کو
چلنے دے یونہی یہ سلسلہ　　یہ نہ بول کس کو کیا ملا
ترازوؤں کا جھول صرف دیکھ لے
اے دل زباں نہ کھول صرف دیکھ لے



زور لگا کے — ہیا
پیر جما کے — ہیا
جان لڑا کے — ہیا
کیا جانے کب ساگر اُمڈے کب برکھا آ جائے
بھوک سروں پر منڈلائے منہ کھولے پر پھیلائے
آج ملا سو اپنی پونجی کل کی ہاتھ پرائے
تنی ہوئی باہوں سے کہہ دو لوچ نہ آنے پائے

—— ہیا ہیا
زور لگا کے — ہیا
پیر جما کے — ہیا
جان لڑا کے — ہیا



اب وہ کرم کریں کہ ستم میں نشے میں ہوں
مجھ کو نہ کوئی ہوش نہ غم میں نشے میں ہوں
سینے سے بوجھ ان کے غموں کا اُتار کے
آیا ہوں آج اپنی جوانی کو ہار کے
کہتے ہیں ڈگمگاتے قدم میں نشے میں ہوں

وہ بے وفا ہیں اب بھی یہ دل مانتا نہیں
کم بخت نا سمجھ ہے اُنہیں جانتا نہیں
میں آج توڑ دوں گا بھرم میں نشے میں ہوں

فرصت نہیں ہے رونے رُلانے کے واسطے
آئے نہ اُن کی یاد ستانے کے واسطے
اِس وقت دل کا درد ہے کم میں نشے میں ہوں

★

ہر چیز زمانے کی جہاں پر تھی وہیں ہے
اِک تو ہی نہیں ہے
نظریں بھی وہی اور نظارے بھی وہی ہیں
خاموش فضاؤں کے اشارے بھی وہی ہیں
کہنے کو تو سب کچھ ہے مگر کچھ بھی نہیں ہے
ہر اشک میں کھوئی ہوئی خوشیوں کی جھلک ہے
ہر سانس میں بیتی ہوئی گھڑیوں کی کسک ہے
تو چاہے کہیں بھی ہو ترا درد یہیں ہے
حسرت نہیں ارمان نہیں آس نہیں ہے
یادوں کے سوا کچھ بھی مرے پاس نہیں ہے
یادیں بھی رہیں یا نہ رہیں کس کو یقیں ہے

★

جسے تو قبول کر لے، وہ ادا کہاں سے لاؤں
ترے دل کو جو لُبھا لے، وہ صدا کہاں سے لاؤں

میں وہ پھول ہوں کہ جس کو گیا ہر کوئی مسل کے
مری عمر بہہ گئی ہے مرے آنسوؤں میں ڈھل کے
جو بہار بن کے برسے، وہ گھٹا کہاں سے لاؤں

تجھے اور کی تمنّا، مجھے تیری آرزو ہے
ترے دل میں غم ہی غم ہے، مرے دل میں تو ہی تو ہے
جو دلوں کو چین دے دے، وہ دوا کہاں سے لاؤں

مری بے بسی ہے ظاہر مری آہِ بے اثر سے
کبھی موت بھی جو مانگی تو نہ پائی اُس کے در سے
جو مراد لے کے آئے، وہ دُعا کہاں سے لاؤں



آنکھ کھلتے ہی تم چھپ گئے ہو کہاں
تم ابھی تھے یہاں —

میرے پہلو میں تاروں نے دیکھا تمہیں
بھیگے بھیگے نظاروں نے دیکھا تمہیں
تم کو دیکھا کئے یہ زمیں آسماں
تم ابھی تھے یہاں —

ابھی سانسوں کی خوشبو ہواؤں میں ہے
ابھی قدموں کی آہٹ فضاؤں میں ہے
ابھی شاخوں میں ہیں انگلیوں کے نشاں
تم ابھی تھے یہاں —

تم جدا ہو کے بھی میری راہوں میں ہو
گرم اشکوں میں ہو سرد آہوں میں ہو
چاندنی میں جھلکتی ہیں پرچھائیاں
تم ابھی تھے یہاں —



تم نے کتنے سپنے دیکھے میں نے کتنے گیت بُنے
اس دُنیا کے شور میں لیکن دل کی دھڑکن کون سُنے

سرگم کی آواز پہ سر کو دُھننے والے لاکھوں پائے
نغموں کی کھلتی کلیوں کو چُننے والے لاکھوں پائے
راکھ ہوا دل جن میں جل کر وہ انگارے کون چُنے
تم نے کتنے سپنے دیکھے میں نے کتنے گیت بُنے

ارمانوں کے سونے گھر میں ہر آہٹ بیگانی نکلی
دل نے جب نزدیک سے دیکھا ہر صورت انجانی نکلی
بوجھل گھڑیاں گنتے گنتے صدمے ہو گئے لاکھ گُنے
تم نے کتنے سپنے دیکھے میں نے کتنے گیت بُنے



آج سجن موہے انگ لگا لو جنم سپھل ہو جائے
ہردے کی پیڑا دیہہ کی اگنی سب شیتل ہو جائے
کئے لاکھ جتن مورے من کی تپن مورے تن کی جلن نہیں جائے
کیسی لاگی یہ لگن کیسی جاگی یہ اگن جیا دھیر دھرن نہیں پائے
پریم سدھا اتنی برسا دو جگ جل تھل ہو جائے
آج سجن موہے انگ لگا لو جنم سپھل ہو جائے

کئی جگوں سے ہیں جاگے مورے نین ابھاگے کہیں جیا نہیں لاگے بن تورے
سکھ دیکھے ناہیں آگے دکھ پیچھے پیچھے بھاگے جگ سونا سونا لاگے بن تورے
پریم سدھا اتنی برسا دو جگ جل تھل ہو جائے
آج سجن موہے انگ لگا لو جنم سپھل ہو جائے

موہے اپنا بنا لو موری بانہہ پکڑ میں ہوں جنم جنم کی داسی!
موری پیاس بجھا دو منہر گردھر میں ہوں انتر گھٹ تک پیاسی
پریم سدھا اتنی برسا دو جگ جل تھل ہو جائے
آج سجن موہے انگ لگا لو جنم سپھل ہو جائے



جانے وہ کیسے لوگ تھے جن کے پیار کو پیار ملا
ہم نے تو جب کلیاں مانگیں، کانٹوں کا ہار ملا

خوشیوں کی منزل ڈھونڈی تو غم کی گرد ملی
چاہت کے نغمے چاہے تو آہ سرد ملی
دل کے بوجھ کو دونا کر گیا جو غمخوار ملا

بچھڑ گیا ہر ساتھی دے کر پل دو پل کا ساتھ
کس کو فرصت ہے جو تھامے دیوانوں کا ہاتھ
ہم کو اپنا سایہ تک اکثر بیزار ملا

اس کو ہی جینا کہتے ہیں تو یوں ہی جی لیں گے
اُف نہ کریں گے لب سی لیں گے آنسو پی لیں گے
غم سے اب گھبرانا کیسا، غم سو بار ملا



رات کے راہی تھک مت جانا، صبح کی منزل دور نہیں
دھرتی کے پھیلے آنگن میں پل دو پل ہے رات کا ڈیرا
ظلم کا سینہ چیر کے دیکھو جھانک رہا ہے نیا سویرا
ڈھلتا دن مجبور سہی، چڑھتا سورج مجبور نہیں

صدیوں تک چپ رہنے والے اب اپنا حق لے کے رہیں گے
جو کرنا ہے کھل کے کریں گے، جو کہنا ہے صاف کہیں گے
جیتے جی گھٹ گھٹ کر مرنا اس جگ کا دستور نہیں

ٹوٹیں گی بوجھل زنجیریں، جاگیں گی سوئی تقدیریں
لوٹ پہ کب تک پہرا دیں گی زنگ لگی خونیں شمشیریں
رہ نہیں سکتا اس دنیا میں جو سب کو منظور نہیں



ساتھی ہاتھ بڑھانا

ایک اکیلا تھک جائے گا مل کر بوجھ اُٹھانا

—— ساتھی ہاتھ بڑھانا

ہم محنت والوں نے جب بھی مل کر قدم بڑھایا
ساگر نے رستہ چھوڑا پربت نے سیس جھکایا
فولادی ہیں سینے اپنے فولادی ہیں بانہیں
ہم چاہیں تو پیدا کر دیں چٹانوں میں راہیں

—— ساتھی ہاتھ بڑھانا

محنت اپنے لیکھ کی ریکھا محنت سے کیا ڈرنا
کل غیروں کی خاطر کی آج اپنی خاطر کرنا
اپنا دُکھ بھی ایک ہے ساتھی اپنا سکھ بھی ایک
اپنی منزل سچ کی منزل اپنا رستہ نیک

—— ساتھی ہاتھ بڑھانا

ایک سے ایک ملے تو قطرہ بن جاتا ہے دریا
ایک سے ایک ملے تو ذرہ بن جاتا ہے صحرا
ایک سے ایک ملے تو رائی بن سکتی ہے پربت
ایک سے ایک ملے تو انساں بس میں کرلے قسمت

—— ساتھی ہاتھ بڑھانا

ماٹی سے ہم لعل نکالیں موتی لائیں جل سے
جو کچھ اس دُنیا میں بنا ہے بنا ہمارے بل سے
کب تک محنت کے پیروں میں دولت کی زنجیریں
ہاتھ بڑھا کر چھین لو اپنے خوابوں کی تعبیریں

—— ساتھی ہاتھ بڑھانا



دوگانا:

ا۔ ہم آپ کی آنکھوں میں اس دل کو بسا دیں تو؟
ب۔ ہم موند کے پلکوں کو اس دل کو سزا دیں تو؟

ا۔ ان زلفوں میں گوندھیں گے ہم پھول محبت کے
ب۔ زلفوں کو جھٹک کر ہم یہ پھول گرا دیں تو؟

ا۔ ہم آپ کو خوابوں میں لا لا کے ستائیں گے
ب۔ ہم آپ کی آنکھوں سے نیندیں ہی اڑا دیں تو؟

ا۔ ہم آپ کے قدموں پر گر جائیں گے غش کھا کر
ب۔ اس پر بھی نہ ہم اپنے آنچل کی ہوا دیں تو؟



موت کبھی بھی مل سکتی ہے لیکن جیون کل نہ ملے گا
مرنے والے سوچ سمجھ لے پھر تجھ کو یہ پل نہ ملے گا
کون سا ایسا دل ہے جہاں میں جس کو غم کا روگ نہیں
کون سا ایسا گھر ہے جس میں کوئی دکھ یا سوگ نہیں
جو کل دنیا بھر کو ملا ہے کیوں تجھ کو وہ کل نہ ملے گا
مرنے والے سوچ سمجھ لے پھر تجھ کو یہ پل نہ ملے گا
اس جیون میں کتنے ہی دکھ ہوں لیکن سکھ کی آس تو ہے
دل میں کوئی ارمان بسا ہے آنکھ میں کوئی پیاس تو ہے
جیون نے یہ پھل تو دیا ہے موت سے یہ بھی پھل نہ ملے گا
مرنے والے سوچ سمجھ لے پھر تجھ کو یہ پل نہ ملے گا



جانے کیا تو نے کہی
جانے کیا میں نے سُنی

بات کچھ بن ہی گئی

سنسناہٹ سی ہوئی
تھرتھراہٹ سی ہوئی
جاگ اُٹھے خواب کئی

بات کچھ بن ہی گئی

نین جھک جھک کے اُٹھے
پاؤں رُک رُک کے اُٹھے
آ گئی چال نئی

بات کچھ بن ہی گئی

زلف شانے پہ مُڑی
ایک خوشبو سی اُڑی
کھل گئے راز کئی

بات کچھ بن ہی گئی

اِن اُجلے محلوں کے تلے
ہم گندی گلیوں میں پلے

سو سو بوجھے من پہ لئے
میل اور ماٹی تن پہ لئے
دُکھ سہتے، غم کھاتے رہے
پھر بھی ہنستے گاتے رہے

ہم دیپک طوفاں میں جلے
ہم گندی گلیوں میں پلے

دُنیا نے ٹھکرایا ہمیں!
رستوں نے اپنایا ہمیں!
سڑکیں ماں، سڑکیں ہی پتا
سڑکیں گھر، سڑکیں ہی چتا

کیوں آئے، کیا کر کے چلے
ہم گندی گلیوں میں پلے

دل میں کسی کا کچھ بھی نہیں
ہم کو پروا کچھ بھی نہیں
چاہو تو ناکارہ کہو
چاہو تو آوارہ کہو
ہم ہی بُرے تم سب ہو بھلے
ہم گندی گلیوں میں پلے



یہ محلوں، یہ تختوں، یہ تاجوں کی دُنیا
یہ انساں کے دشمن سماجوں کی دُنیا
یہ دولت کے بھوکے رواجوں کی دُنیا
یہ دُنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے؟

ہر اک جسم گھائل، ہر اک رُوح پیاسی
نگاہوں میں اُلجھن، دلوں میں اُداسی
یہ دُنیا ہے یا عالمِ بدحواسی
یہ دُنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے؟

یہاں اک کھلونا ہے انساں کی ہستی
یہ بستی ہے مُردہ پرستوں کی بستی
یہاں پر تو جیون سے ہے موت سستی
یہ دُنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے؟

جوانی بھٹکتی ہے بدکار بن کر
جواں جسم سجتے ہیں بازار بن کر
یہاں پیار ہوتا ہے بیوپار بن کر
یہ دُنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے!

یہ دُنیا، جہاں آدمی کچھ نہیں ہے
وفا کچھ نہیں دوستی کچھ نہیں ہے
جہاں پیار کی قدر ہی کچھ نہیں ہے
یہ دُنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے!

جلا دو اسے پھونک ڈالو یہ دُنیا
مرے سامنے سے ہٹا لو یہ دُنیا
تمہاری ہے تم ہی سنبھالو یہ دُنیا
یہ دُنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے!



دو بوندیں ساون کی
اک ساگر کی سیپ میں ٹپکے اور موتی بن جائے
دوجی گندے جل میں گر کر اپنا آپ گنوائے
کس کو مجرم سمجھے کوئی، کس کو دوش لگائے
دو بوندیں ساون کی

دو کلیاں گلشن کی
اک سہرے کے بیچ گندھے اور من ہی من اترائے
اک ارتھی کی بھینٹ چڑھے اور دھول میں مل جائے
کس کو مجرم سمجھے کوئی، کس کو دوش لگائے
دو بوندیں ساون کی

دو سکھیاں بچپن کی
اک سنگھاسن پر بیٹھے، اور روپ متی کہلائے
دوجی اپنے روپ کے کارن گلیوں میں بک جائے
کس کو مجرم سمجھے کوئی، کس کو دوش لگائے
دو سکھیاں بچپن کی



رات بھر کا ہے مہماں اندھیرا
کس کے روکے رُکا ہے سویرا

رات جتنی بھی سنگین ہو گی
صبح اُتنی ہی رنگین ہو گی

غم نہ کر گر ہے بادل گھنیرا
کس کے روکے رُکا ہے سویرا

لب پہ شکوہ نہ لا، اشک پی لے
جس طرح بھی ہو کچھ دیر جی لے

اب اُکھڑنے کو ہے غم کا ڈیرا
کس کے روکے رُکا ہے سویرا

یوں ہی دُنیا میں آ کر نہ جانا
صرف آنسو بہا کر نہ جانا

مسکراہٹ پہ بھی حق ہے تیرا
کس کے روکے رُکا ہے سویرا



عورت نے جنم دیا مردوں کو، مردوں نے اُسے بازار دیا
جب جی چاہا مسلا کچلا، جب جی چاہا دھتکار دیا

تُلتی ہے کہیں دیناروں میں، بکتی ہے کہیں بازاروں میں
ننگی نچوائی جاتی ہے، عیاشوں کے درباروں میں

یہ وہ بے عزت چیز ہے جو بٹ جاتی ہے عزت داروں میں
عورت نے جنم دیا مردوں کو، مردوں نے اُسے بازار دیا

مردوں کے لئے ہر ظلم روا، عورت کے لئے رونا بھی خطا
مردوں کے لئے لاکھوں سیجیں، عورت کے لئے بس ایک چتا
مردوں کے لئے ہر عیش کا حق، عورت کے لئے جینا بھی سزا

عورت نے جنم دیا مردوں کو، مردوں نے اُسے بازار دیا

جن سینوں نے اُن کو دودھ دیا، اُن سینوں کا بیوپار کیا
جس کوکھ میں اُن کا جسم ڈھلا، اُس کوکھ کا کاروبار کیا
جس تن سے اُگے کونپل بن کر، اُس تن کو ذلیل و خوار کیا

عورت نے جنم دیا مردوں کو، مردوں نے اُسے بازار دیا

مردوں نے بنائیں جو رسمیں اُن کو حق کا فرمان کہا
عورت کے زندہ جلنے کو قربانی اور بلیدان کہا
عصمت کے بدلے روٹی دی اور اُس کو بھی احسان کہا
عورت نے جنم دیا مردوں کو مردوں نے اُسے بازار دیا

سنسار کی ہر اک بے شرمی غربت کی گود میں پلتی ہے
چکلوں ہی میں آ کر رکتی ہے فاقوں سے جو راہ نکلتی ہے
مردوں کی ہوس ہے جو اکثر عورت کے پاپ میں ڈھلتی ہے
عورت نے جنم دیا مردوں کو مردوں نے اُسے بازار دیا

عورت سنسار کی قسمت ہے پھر بھی تقدیر کی ہیٹی ہے
اوتار پیمبر جنتی ہے پھر بھی شیطان کی بیٹی ہے
یہ وہ بدقسمت ماں ہے جو بیٹوں کی سیج پہ لیٹی ہے
عورت نے جنم دیا مردوں کو مردوں نے اُسے بازار دیا



65771

وہ صبح کبھی تو آئے گی

ان کالی صدیوں کے سر سے جب رات کا آنچل ڈھلکے گا
جب دُکھ کے بادل پگھلیں گے جب سُکھ کا ساگر چھلکے گا
جب امبر جھوم کے ناچے گا جب دھرتی نغمے گائے گی
وہ صبح کبھی تو آئے گی

جس صبح کی خاطر جُگ جُگ سے ہم سب مر مر کر جیتے ہیں
جس صبح کے امرت کی دُھن میں ہم زہر کے پیالے پیتے ہیں
ان بھوکی پیاسی روحوں پر اک دن تو کرم فرمائے گی
وہ صبح کبھی تو آئے گی

مانا کہ ابھی تیرے میرے ارمانوں کی قیمت کچھ بھی نہیں
مٹی کا بھی ہے کچھ مول مگر انسانوں کی قیمت کچھ بھی نہیں
انسانوں کی عزت جب جھوٹے سکوں میں نہ تولی جائے گی
وہ صبح کبھی تو آئے گی

دولت کے لیے جب عورت کی عصمت کو نہ بیچا جائے گا
چاہت کو نہ کچلا جائے گا غیرت کو نہ بیچا جائے گا
اپنے کالے کرتوں پر جب یہ دنیا شرمائے گی
وہ صبح کبھی تو آئے گی

بیتیں گے کبھی تو دن آخر یہ بھوک کے اور بیکاری کے
ٹوٹیں گے کبھی تو بت آخر دولت کی اجارہ داری کے
جب ایک انوکھی دنیا کی بنیاد اٹھائی جائے گی
وہ صبح کبھی تو آئے گی

مجبور بڑھاپا جب سونی راہوں کی دھول نہ پھانکے گا
معصوم لڑکپن جب گندی گلیوں میں بھیک نہ مانگے گا
حق مانگنے والوں کو جس دن سولی نہ دکھائی جائے گی
وہ صبح کبھی تو آئے گی

فاقوں کی چتاؤں پر جس دن انساں نہ جلائے جائیں گے
سینوں کے دہکتے دوزخ میں ارماں نہ جلائے جائیں گے
یہ نرک سے بھی گندی دنیا جب سورگ بنائی جائے گی
وہ صبح کبھی تو آئے گی

۲

وہ صبح ہمیں سے آئے گی
جب دھرتی کروٹ بدلے گی جب قید سے قیدی چھوٹیں گے
جب پاپ گھروندے پھوٹیں گے جب ظلم کے بندھن ٹوٹیں گے
اس صبح کو ہم ہی لائیں گے وہ صبح ہمیں سے آئے گی
وہ صبح ہمیں سے آئے گی

منحوس سماجی ڈھانچوں میں جب ظلم نہ پالے جائیں گے
جب ہاتھ نہ کاٹے جائیں گے جب سر نہ اچھالے جائیں گے
جیلوں کے بنا جب دنیا کی سرکار چلائی جائے گی
وہ صبح ہمیں سے آئے گی

سنسار کے سارے محنت کش کھیتوں ملوں سے نکلیں گے
بے گھر بے در بے بس انساں تاریک بلوں سے نکلیں گے
دنیا امن اور خوشحالی کے پھولوں سے سجائی جائے گی
وہ صبح ہمیں سے آئے گی



آسماں پہ ہے خدا اور زمیں پہ ہم!
آجکل وہ اس طرف دیکھتا ہے کم
آجکل کسی کو وہ ٹوکتا نہیں
چاہے کچھ بھی کیجئے، روکتا نہیں
ہو رہی ہے لوٹ مار پھٹ رہے ہیں بم
آسماں پہ ہے خدا اور زمیں پہ ہم
کس کو بھیجے وہ یہاں خاک چھاننے
اس تمام بھیڑ کا حال جاننے
آدمی ہیں بے شمار دیوتا ہیں کم
آسماں پہ ہے خدا اور زمیں پہ ہم
اتنی دور سے اگر دیکھتا بھی ہو
تیرے میرے واسطے کیا کرے گا وہ
زندگی ہے اپنے اپنے بازوؤں کا دم
آسماں پہ ہے خدا اور زمیں پہ ہم



MALIKRAM COLLECTION

سانجھ کی لالی سُلگ سُلگ کر بن گئی کالی دھول
آئے نہ بالم بےدردی، میں چُنتی رہ گئی پھول

رین بھئی، بوجھل اکھین میں چبھنے لاگے تارے
دیس میں میں پردیسن ہو گئی جب سے پیا سدھارے

پچھلے پہر جب اوس پڑی اور ٹھنڈی پون چلی
ہر کروٹ انگارے بچھ گئے، سونی سیج جلی

دیپ بجھے، سناٹا ٹوٹا، باجا بھور کا سنکھ
برہن کو پون اڑا کر لے گئی پروانوں کے پنکھ



دوگانا:

ا۔ کشتی کا خاموش سفر ہے، شام بھی ہے تنہائی بھی
دور کنارے پر بجتی ہے لہروں کی شہنائی بھی
آج مجھے کچھ کہنا ہے!
لیکن یہ شرمیلی نگاہیں مجھ کو اجازت دیں تو کہوں
خود میری بےتاب اُمنگیں تھوڑی فرصت دیں تو کہوں
آج مجھے کچھ کہنا ہے!

ب۔ جو کچھ تم کو کہنا ہے، وہ میرے ہی دل کی بات نہ ہو
جو ہے میرے خوابوں کی منزل، اُس منزل کی بات نہ ہو
کہہ بھی دو، جو کہنا ہے!

ا۔ کہتے ہوئے ڈر سا لگتا ہے، کہہ کر بات نہ کھو بیٹھوں
یہ جو ذرا سا ساتھ ملا ہے، یہ بھی ساتھ نہ کھو بیٹھوں
آج مجھے کچھ کہنا ہے!

ب۔ کب سے تمہارے رستے میں میں پھول بچھائے بیٹھی ہوں
کہہ بھی چکو جو کہنا ہے میں آس لگائے بیٹھی ہوں

کہہ بھی دو جو کہنا ہے

ا۔ دل نے دل کی بات سمجھ لی اب منہ سے کیا کہنا ہے
آج نہیں تو کل کہہ لیں گے اب تو ساتھ ہی رہنا ہے

ب۔ کہہ بھی دو جو کہنا ہے!

ا۔ چھوڑو، اب کیا کہنا ہے



تو میرے پیار کا پھول ہے کہ میری بھول ہے کچھ کہہ نہیں سکتی
پر کسی کا کیا تو مجھے یہ سہہ نہیں سکتی

میری بدنامی تیرے ساتھ چلے گی
سن سن طعنے میری کوکھ جلے گی
کانٹوں بھرے ہیں سب راستے تیرے واسطے جیون کی ڈگر میں
کون بنے گا تیرا آسرا بیدردی نگر میں

پیچھے لگا کوئی تو کیسے باپ کہے گا
جگ تجھے پھینکا ہوا پاپ کہے گا
بن کے رہے گی شرمندگی تیری زندگی جب تک تو جیے گا
آج پلاؤں تجھے دودھ میں کل بچے گا



ایک تمثیل

(پردہ اُٹھنے پر ایک بہت بڑے سائز کا پیسہ سٹیج کی پچھلی دیوار پر چسپاں نظر آتا ہے)

اناؤنسر: کہتے ہیں اسے پیسہ بچّو! یہ چیز بڑی معمولی ہے
لیکن اس پیسے کے پیچھے سب دُنیا رستہ بھولی ہے
انساں کی بنائی چیز ہے یہ لیکن انسان پہ بھاری ہے
ہلکی سی جھلک اس پیسے کی دھرم اور ایمان پہ بھاری ہے
جھوٹ کو سچ کر دیتا ہے اور سچ کو جھوٹ بناتا ہے
بھگوان نہیں پر ہر گھر میں بھگوان کی پدوی پاتا ہے
اس پیسے کے بدلے دُنیا میں انسانوں کی محنت بکتی ہے
جسموں کی حرارت بکتی ہے رُوحوں کی شرافت بکتی ہے

سردار خریدے جاتے ہیں دلدار خریدے جاتے ہیں
مٹّی کے سہی پر اس سے ہی اوتار خریدے جاتے ہیں
اس پیسے کی خاطر دُنیا میں آباد وطن بٹ جاتے ہیں
دھرتی ٹکڑے ہو جاتی ہے لاشوں کے کفن بٹ جاتے ہیں

عزت بھی اسی سے ملتی ہے تعظیم بھی اس سے ملتی ہے
تہذیب بھی اس سے آتی ہے تعلیم بھی اس سے ملتی ہے
کہتے ہیں اسے پیسہ بچّو!

ہم آج تمہیں اس پیسے کا سارا اتہاس بتاتے ہیں
جتنے یُگ اب تک گزرے ہیں ان سب کی جھلک دکھلاتے ہیں
اک ایسا وقت بھی تھا جگ میں جب اس پیسے کا نام نہ تھا
چیزیں چیزوں سے تُلتی تھیں چیزوں کا کچھ بھی دام نہ تھا
انسان فقط انسان تھا تب انسان کا مذہب کچھ بھی نہ تھا
دولت غربت عزت ذلت ان لفظوں کا مطلب کچھ بھی نہ تھا

(کچھ لوگ جنگلی لباس میں سٹیج پر نمودار ہوتے ہیں۔ اور اجناس کا تبادلہ کرتے ہیں)

اناؤنسر: چیزوں سے چیز بدلنے کا یہ ڈھنگ بہت بیکار سا تھا
لانا بھی کٹھن تھا چیزوں کا لے جانا بھی دشوار سا تھا

انسانوں نے تب مل کر سوچا کیوں تت انتا بار کریں
ہر چیز کی جو قیمت ٹھہرے وہ چیز نہ کیوں ایجاد کریں
اس طرح ہماری دُنیا میں، پہلا پیسہ تیار ہُوا
اور اس پیسہ کی حسرت میں انسان ذلیل و خوار ہُوا

(جاگیرداری کا زمانہ۔ ایک راجا اپنے وزیروں اور درباریوں کے درمیان بیٹھا ہوا دکھائی دیتا ہے دربار میں شاعر، مسخرے، پنڈت اور مولوی بھی موجود ہیں۔ راگ درباری کا الاپ اور رقص)

اناؤنسر: پیسے والے اس دُنیا میں جاگیروں کے مالک بن بیٹھے
مزدوروں اور کسانوں کی تقدیروں کے مالک بن بیٹھے
جاگیروں پر قبضہ رکھنے کو قانون نے ہتھیار بنے
ہتھیاروں کے بل پر جن والے، اس حرص سے تو اپنے
جنگلوں میں لڑایا بھوکوں کو اور اپنے سر پر تاج رکھا
زر دھن کو دیا پرلوک کا سکھ اپنے لئے جگ کا راج رکھا

پنڈت اور مُلّا اُن کے لئے مذہب کے صحیفے لاتے ہیں
شاعر تعریفیں لکھتے رہے گائک درباری گاتے رہے

(کسان مرد اور عورتیں کاندھے پر ہل اور کدال لئے داخل ہوتے ہیں اور راجا کو جھک کر سلام کرتے ہیں)

کورس:

مرد اور عورتیں: ویسا ہی کریں گے ہم، جیسا تمہیں چاہیے
پیسہ ہمیں چاہیے
ہل ڈھوتے جائیں گے، کھیت ترے بوئیں گے
ڈھور ترے باندھیں گے، بوجھ ترا ڈھوئیں گے
پیسہ ہمیں چاہیے
بچے: پیسہ ہمیں دے تو لا، گُن ترے گائیں گے
ترے بچے بچیوں کی ٹیر سنائیں گے
پیسہ ہمیں چاہیے

(کچھ بچوں کو بھیک مل جاتی ہے، باقیوں کو مایوس لوٹنا پڑتا ہے۔)

(منظر تبدیل ہوتا ہے اور سٹیج پر مشینی دور کی جھلکیاں نظر آتی ہیں ——

شہر، ملیں، کارخانے اور سرمایہ دار)

اناؤنسر: لوگوں کی ان تھک محنت نے چکایا روپ زمینوں کا
سچاپ اور جنگل ہرا دئے، آ پہنچا دور مشینوں کا
علم اور وگیان کی طاقت نے منہ موڑ دیا دریاؤں کا
انسان جو خاک کا پتلا تھا، وہ حاکم بنا ہواؤں کا
جنتا کی محنت کے آگے قدرت نے خزانے کھول دیے
رازوں کی طرح رکھا تھا جنہیں، وہ سارے زمانے کھول دیے
لیکن ان سب ایجادوں پر پیسے کا اجارا ہوتا رہا
دولت کا نصیبہ چمک اٹھا، محنت کا مقدر سوتا رہا

(کچھ مزدور، عورتیں اور بچے مشینی دور کے اوزار لے کر سرمایہ دار کے سامنے آتے ہیں)

کورس: —— ویسا ہی کریں گے ہم جیسا تمہیں چاہیے
مزدور اور عورتیں: پیسہ ہمیں چاہیے

ملیں بھی بچھائیں گے، ملیں بھی چلائیں گے
جنگلوں میں بھی جائیں گے، جانیں بھی گنوائیں گے

پیسہ ہمیں چاہیے

بچے: پیسہ ہمیں دے دے بابو، گُن تیرے گائیں گے
تیرے بچے بچیوں کی خیر منائیں گے

پیسہ ہمیں چاہیے

(کچھ لوگوں کو بھیک مل جاتی ہے —— باقیوں کو مایوس ہونا پڑتا ہے ——)

اناؤنسر: جگ جگ سے یونہی اس دنیا میں ہم اُن کے ٹکڑے مانگے ہیں
ہل جوت کے فصلیں کاٹ کے بھی پکوان کے ٹکڑے مانگے ہیں
لیکن ان بھیک کے ٹکڑوں سے کب بھوک کا سنکٹ دور ہوا
انسان سدا دکھ جھیلے گا اگر ختم نہ یہ دستور ہوا
زنجیر بنی ہے قدموں کی، وہ چیز جو پہلے گہنا تھی
بھارت کے سپوتو! آج تمہیں بس اتنی بات ہی کہنا تھی

جس وقت بڑے ہو جاؤ تم، پیسے کا راج مٹا دینا!
اپنا اور اپنے جیسوں کا جگ جگ کا قرض چکا دینا!

★

یہ دیش ہے ویر جوانوں کا — البیلوں کا، مستانوں کا
اس دیش کا یارو کیا کہنا — یہ دیش ہے دنیا کا گہنا

یہاں چوڑی چھاتی ویروں کی — یہاں بھولی شکلیں ہیروں کی
یہاں گاتے ہیں رانجھے مستی میں — مچتی ہیں دھومیں بستی میں

کہیں دنگل شوخ جوانوں کے — کہیں کرتب تیر کمانوں کے
یہاں نت نت میلے سجتے ہیں — نت ڈھول اور تاشے بجتے ہیں

دلبر کیلئے دلدار ہیں ہم — دشمن کیلئے تلوار ہیں ہم
میداں میں اگر ہم ڈٹ جائیں — مشکل ہے کہ پیچھے ہٹ جائیں



نہ تو کارواں کی تلاش ہے، نہ تو راہبر کی تلاش ہے
ل. مرے شوقِ خانہ خراب کو تری راہگذر کی تلاش ہے
ب. مرے نامراد جنون کا ہے علاج کوئی تو موت ہے
جو دوا کے نام پہ زہر دے اسی چارہ گر کی تلاش ہے
و. تیرا عشق ہے مری آرزو، تیرا عشق ہے میری آبرو
تیرا عشق کیسے میں چھوڑ دوں، میری عمر بھر کی تلاش ہے
دل عشق، جسم عشق ہے، اور جان عشق ہے
ایمان کی جو پوچھو تو ایمان عشق ہے
تیرا عشق کیسے میں چھوڑ دوں، میری عمر بھر کی تلاش ہے

ب۔ وحشت دل رسن و دار سے روکی نہ گئی
کسی خنجر، کسی تلوار سے روکی نہ گئی
عشق مجنوں کی وہ آواز ہے جس کے آگے
کوئی لیلیٰ کسی دیوار سے روکی نہ گئی

یہ عشق عشق ہے ——

ل۔ وہ ہنس کے اگر مانگیں تو ہم جان بھی دے دیں
یہ جان تو کیا چیز ہے، ایمان بھی دے دیں

ب۔ عشق آزاد ہے، ہندو نہ مسلمان ہے عشق
آپ ہی دھرم ہے اور آپ ہی ایمان ہے عشق
جس سے آگاہ نہیں شیخ و برہمن دونوں
اس حقیقت کا گرجتا ہوا اعلان ہے عشق

ب۔ عشق نہ پچھے دین دھرم نوں، عشق نہ پچھے ذاتاں
عشق دے ہتھوں گرم لہو وچ ڈُبیاں لکھ براتاں

یہ عشق عشق ہے ——

ب۔ جب جب کرشن کی بنسی باجی نکلی رادھا سج کے
جان اجان کا دھیان بھلا کے لوک لاج کو تج کے

بن بن ڈولی جنک دُلاری پہن کے پریم کی مالا
درشن جل کی پیاسی میرا پی گئی وِش کا پیالا

یہ عشق عشق ہے ——

اللہ اور رسول کا فرمان عشق ہے
یعنی حدیث عشق ہے، قرآن عشق ہے
گوتم کا اور مسیح کا ارمان عشق ہے
یہ کائنات عشق ہے، اور جان عشق ہے
عشق سرمد، عشق ہی منصور ہے
عشق موسیٰ، عشق کوہِ طور ہے
خاک کو بت اور بت کو دیوتا کرتا ہے عشق
انتہا یہ ہے کہ بندے کو خدا کرتا ہے عشق

یہ عشق عشق ہے ——



آج کیوں ہم سے پردا ہے

تیرا ہر رنگ ہم نے دیکھا ہے
تیرا ہر ڈھنگ ہم نے دیکھا ہے
ہاتھ کھیلے ہیں تیری زلفوں سے
آنکھ واقف ہے تیرے جلووں سے
تجکو ہر طرح آزمایا ہے
پا کے کھویا ہے کھو کے پایا ہے
انکھڑیوں کا بیاں سمجھتے ہیں
دھڑکنوں کی زباں سمجھتے ہیں

چوڑیوں کی کھنک سے واقف ہیں
چھاگلوں کی چھنک سے واقف ہیں
نازو انداز جانتے ہیں ہم
تیرا ہر راز جانتے ہیں ہم
آج کیوں ہم سے پردا ہے

مُنہ چھپانے سے فائدہ کیا ہے
دل دکھانے سے فائدہ کیا ہے
اُلجھی اُلجھی لٹیں سنوارے آ
حُسن کو اور بھی نکھارے آ
نرم گالوں میں بجلیاں لے کر
شوخ آنکھوں میں تتلیاں لے کر
آ بھی جا اب ادا سے لہراتی
ایک دُلہن کی طرح شرماتی
تو نہیں ہے تو رات سونی ہے
عشق کی کائنات سونی ہے

مرنے والوں کی زندگی تو ہے
اس اندھیرے کی روشنی تو ہے
آج کیوں ہم سے پردا ہے

آ ترا انتظار کب سے ہے
ہر نظر بے قرار کب سے ہے
شمع رہ رہ کے جھلملاتی ہے
سانس تاروں کی ڈوبی جاتی ہے
تو اگر مہرباں ہو جائے
ہر تمنا جواں ہو جائے
آبھی جا اب کہ رات جاتی ہے
ایک عاشق کی بات جاتی ہے
خیر ہو تیری زندگانی کی
بھیک دے دے ہمیں جوانی کی
تجھ پہ سو جان سے فدا ہیں ہم
ایک مدت سے آشنا ہیں ہم
آج کیوں ہم سے پردا ہے ★

کون آیا کہ نگاہوں میں چمک جاگ اٹھی
دل کے سوئے ہوئے تاروں میں کھنک جاگ اٹھی

کس کے آنے کی خبر لے کے ہوائیں آئیں
جسم سے پھول چٹکنے کی صدائیں آئیں
روح کھلنے لگی، سانسوں میں مہک جاگ اٹھی

کس نے یہ میری طرف دیکھ کے باہیں کھولیں!
شوخ جذبات نے سینے میں نگاہیں کھولیں!
ہونٹ تپنے لگے، زلفوں میں لچک جاگ اٹھی

کس کے ہاتھوں نے مرے ہاتھوں سے کچھ مانگا ہے
کس کے خوابوں نے مرے خوابوں سے کچھ مانگا ہے
دل مچلنے لگا، آنچل میں دھنک جاگ اٹھی



تو ہندو بنے گا نہ مسلمان بنے گا
انسان کی اولاد ہے انسان بنے گا

اچھا ہے ابھی تک ترا کچھ نام نہیں ہے
تجھ کو کسی مذہب سے کوئی کام نہیں ہے
جس علم نے انسانوں کو تقسیم کیا ہے
اُس علم کا تجھ پر کوئی الزام نہیں ہے
تو بدلے ہوئے وقت کی پہچان بنے گا
انسان کی اولاد ہے انسان بنے گا

مالک نے ہر انسان کو انسان بنایا
ہم نے اُسے ہندو یا مسلمان بنایا
قدرت نے تو بخشی تھی ہمیں ایک ہی دھرتی
ہم نے کہیں بھارت کہیں ایران بنایا
جو توڑ دے ہر بند وہ طوفان بنے گا
انسان کی اولاد ہے انسان بنے گا

نفرت جو سکھائے وہ دھرم تیرا نہیں ہے
انساں کو جو روندے وہ قدم تیرا نہیں ہے
قرآن نہ ہو جس میں وہ مندر نہیں تیرا
گیتا نہ ہو جس میں وہ حرم تیرا نہیں ہے
تو امن کا اور صلح کا ارمان بنے گا
انسان کی اولاد ہے انسان بنے گا



میں نے شاید تمہیں پہلے بھی کہیں دیکھا ہے

اجنبی سی ہو مگر غیر نہیں لگتی ہو
وہم سے بھی جو ہو نازک وہ یقیں لگتی ہو
ہائے یہ پھول سا چہرہ یہ گھنیری زلفیں
میرے شعروں سے بھی تم مجھ کو حسیں لگتی ہو

دیکھ کر تم کو کسی رات کی یاد آتی ہے
ایک خاموش ملاقات کی یاد آتی ہے
ذہن میں حسن کی ٹھنڈک کا اثر جاگتا ہے
آنچ دیتی ہوئی برسات کی یاد آتی ہے

میری آنکھوں پہ جھکی رہتی ہیں پلکیں جس کی
تم وہی میرے خیالوں کی پری ہو کہ نہیں
کہیں پہلے کی طرح پھر تو نہ کھو جاؤ گی
جو ہمیشہ کے لیے ہو وہ خوشی ہو کہ نہیں
میں نے شاید تمہیں پہلے بھی کہیں دیکھا ہے



مایوس تو ہوں وعدے سے ترے کچھ آس نہیں کچھ آس بھی ہے
میں اپنے خیالوں کے صدقے تو پاس نہیں اور پاس بھی ہے

دل نے تو خوشی مانگی تھی مگر جو تو نے دیا اچھا ہی دیا
جس غم کو تعلق ہو تجھ سے وہ راس نہیں اور راس بھی ہے

پلکوں پہ لرزتے اشکوں میں تصویر جھلکتی ہے تیری
دیدار کی پیاسی آنکھوں کو اب پیاس نہیں اور پیاس بھی ہے



زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات
ایک انجان حسینہ سے ملاقات کی رات
ہائے وہ ریشمی زلفوں سے برستا پانی
پھول سے گالوں پہ رکنے کو ترستا پانی
دل میں طوفان اٹھاتے ہوئے جذبات کی رات
زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات

ڈر کے بجلی سے اچانک وہ لپٹنا اُس کا
اور پھر شرم سے بل کھا کے سمٹنا اُس کا
کبھی دیکھی نہ سنی ایسی طلسمات کی رات
زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات

سرخ آنچل کو دبا کر جو نچوڑا اُس نے
دل پہ جلتا ہوا اک تیر سا چھوڑا اُس نے
آگ پانی میں لگاتے ہوئے حالات کی رات
زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات

میرے نغموں میں جو بستی ہے وہ تصویر تھی وہ
نوجوانی کے حسیں خواب کی تعبیر تھی وہ
آسمانوں سے اتر آئی تھی جو رات کی رات
زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات



اپنا دل پیش کروں، اپنی وفا پیش کروں
کچھ سمجھ میں نہیں آتا، تجھے کیا پیش کروں

تیرے ملنے کی خوشی میں کوئی نغمہ چھیڑوں
یا ترے دردِ جدائی کا گلہ پیش کروں

میرے خوابوں میں بھی تو، میرے خیالوں میں بھی تو
کون سی چیز تجھے، تجھ سے جدا پیش کروں

جو ترے دل کو لبھائے، وہ ادا مجھ میں نہیں
کیوں نہ تجھ کو کوئی تیری ہی ادا پیش کروں



بچو! تم تقدیر ہو کل کے ہندوستان کی
باپو کے وردان کی، نہرو کے ارمان کی

آج کے ٹوٹے کھنڈروں پر تم کل کا دیش بساؤ گے
جو ہم لوگوں سے نہ ہوا، وہ تم کر کے دکھلاؤ گے

تم ننھی بنیادیں ہو، دنیا کے نئے ودھان کی
بچو! تم تقدیر ہو کل کے ہندوستان کی

جو صدیوں کے بعد ملی ہے، وہ آزادی کھوئے نہ
دین دھرم کے نام پہ کوئی بیج پھوٹ کا بوئے نہ

ہر مذہب سے اونچی ہے قیمت انسانی جان کی
بچو! تم تقدیر ہو کل کے ہندوستان کی

پھر کوئی جے چند نہ ابھرے، پھر کوئی جعفر نہ اٹھے
غیروں کا دل خوش کرنے کو اپنوں پر خنجر نہ اٹھے

دھن دولت کے لالچ میں توہین نہ ہو ایمان کی
بچو! تم تقدیر ہو کل کے ہندوستان کی

بہت دنوں تک اس دُنیا میں ریت رہی ہے جنگوں کی
لڑی ہیں دھن والوں کی خاطر فوجیں بھوکے ننگوں کی
کوئی لٹیرا لے نہ سکے اب قربانی انسان کی
بچّو! تم تقدیر ہو کل کے ہندوستان کی

رہ نہ سکے اب اس دُنیا میں یُگ سرمایہ داری کا
تم کو جھنڈا لہرانا ہے محنت کی سرداری کا
مِل ہو اب مزدوروں کی اور کھیتی ہو دہقان کی
بچّو! تم تقدیر ہو کل کے ہندوستان کی



ایک مکالمہ:

بچے:— ہم نے سُنا تھا ایک ہے بھارت
سب ملکوں سے نیک ہے بھارت
لیکن جب نزدیک سے دیکھا
سوچ سمجھ کر ٹھیک سے دیکھا
ہم نے نقشے اور ہی پائے
بدلے ہوئے سب طور ہی پائے
ایک سے ایک کی بات جُدا ہے
دھرم جُدا ہے، ذات جُدا ہے
آپ نے جو کچھ ہم کو پڑھایا
وہ تو کہیں بھی نظر نہ آیا

اُستاد:— جو کچھ میں نے تم کو پڑھایا، اُس میں کچھ بھی جھوٹ نہیں،
بھاشا سے بھاشا نہ ملے تو اُس کا مطلب پھوٹ نہیں،
اِک ڈالی پر رہ کر جیسے پھول جُدا ہیں پات جُدا،
بُرا نہیں گر یوں ہی وطن میں دھرم جُدا ہوں ذات جُدا،

بچے :— وہی ہے جب قرآن کا کہنا
جو ہے وید پُران کا کہنا
پھر یہ شور شرابہ کیوں ہے ؟
اتنا خون خرابہ کیوں ہے ؟

اُستاد :—

صدیوں تک اِس دیس میں بچو! رہی حکومت غیروں کی
آج تلک ہم سب کے مُنہ پر دُھول ہے اُن کے پیروں کی
"لڑواؤ اور راج کرو" یہ اُن لوگوں کی حکمت تھی
اُن لوگوں کی چال میں آنا ہم لوگوں کی ذِلّت تھی
یہ جو بیر ہے اک دوجے سے یہ جو پھوٹ اور رنجش ہے
اُنہیں بدیشی آقاؤں کی سوچی سمجھی بخشش ہے

بچے :—

کچھ انسان برہمن کیوں ہیں ؟
کچھ انسان ہریجن کیوں ہیں ؟
ایک کی اتنی عزت کیوں ہے ؟
ایک کی اتنی ذِلّت کیوں ہے ؟

اُستاد :— دھن اور گیان کو طاقت والوں نے اپنی جاگیر کہا
محنت اور غلامی کو کمزوروں کی تقدیر کہا
انسانوں کا یہ بٹوارہ، وحشت اور جہالت ہے
جو نفرت کی شکشا دے، وہ دھرم نہیں ہے لعنت ہے
جنم سے کوئی نیچ نہیں ہے، جنم سے کوئی مہان نہیں
کرم سے بڑھ کر کسی منش کی کوئی بھی پہچان نہیں

بچے :— اب تو دیش میں آزادی ہے
اب کیوں جنتا فریادی ہے؟
کب جائے گا دور پرانا!
کب آئے گا نیا زمانہ!

اُستاد :— صدیوں کی بھوک اور بیکاری کیا اِک دن میں جائے گی
اِس اُجڑے گلشن پر رنگت آتے آتے آئے گی
یہ جو نئے منصوبے ہیں اور یہ جو نئی تعمیریں ہیں
آنے والے دور کی کچھ دُھندلی دُھندلی تصویریں ہیں
تم ہی رنگ بھرو گے اِن میں، تم ہی اِنہیں چمکاؤ گے
نوجگ آپ نہیں آئے گا، نوجگ کو تم لاؤ گے!

★

میں زندگی کا ساتھ نبھاتا چلا گیا
ہر فکر کو دھوئیں میں اڑاتا چلا گیا

بربادیوں کا سوگ منانا فضول تھا
بربادیوں کا جشن مناتا چلا گیا

جو مل گیا اُسی کو مقدر سمجھ لیا
جو کھو گیا میں اُس کو بُھلاتا چلا گیا

غم اور خوشی میں فرق نہ محسوس ہو جہاں
میں دل کو اُس مقام پہ لاتا چلا گیا

کبھی خود پہ کبھی حالات پہ رونا آیا
بات نکلی تو ہر اک بات پہ رونا آیا

ہم تو سمجھے تھے کہ ہم بھول گئے ہیں اُن کو
کیا ہوا آج یہ کس بات پہ رونا آیا

کس لئے جیتے ہیں ہم کس کے لئے جیتے ہیں
بارہا ایسے سوالات پہ رونا آیا

کون روتا ہے کسی اور کی خاطر اے دوست
سب کو اپنی ہی کسی بات پہ رونا آیا



دوگانا:

ا۔ ابھی نہ جاؤ چھوڑ کر کہ دل ابھی بھرا نہیں!

ابھی ابھی تو آئی ہو — بہار بن کے چھائی ہو
ہوا ذرا مہک تو لے — نظر ذرا سنبھل تو لے
یہ شام ڈھل تو لے ذرا — یہ دل سنبھل تو لے ذرا
میں تھوڑی دیر جی تو لوں — نشے کے گھونٹ پی تو لوں
ابھی تو کچھ کہا نہیں، ابھی تو کچھ سنا نہیں!

ب۔ ستارے جھلملا اٹھے — چراغ جگمگا اٹھے
بس اب نہ مجھ کو ٹوکنا — نہ بڑھ کے راہ روکنا
اگر میں رک گئی ابھی — تو جا نہ پاؤں گی کبھی
یہی کہو گے تم سدا — کہ دل ابھی نہیں بھرا
جو ختم ہو کسی جگہ، یہ ایسا سلسلہ نہیں!

ا۔ ادھوری آس چھوڑ کے — ادھوری پیاس چھوڑ کے
جو روز یونہی جاؤ گی — تو کس طرح نبھاؤ گی!
کہ زندگی کی راہ میں — جوان دلوں کی چاہ میں
کئی مقام آئیں گے — جو ہم کو آزمائیں گے
برا نہ مانو بات کا، یہ پیار ہے گلہ نہیں



جہاں میں ایسا کون ہے کہ جس کو غم ملا نہیں

دکھ اور سکھ کے راستے بنے ہیں سب کے واسطے
جو غم سے ہار جاؤ گے تو کس طرح نبھاؤ گے
خوشی ملے ہمیں کہ غم جو ہوگا بانٹ لیں گے ہم
مجھے تم آزماؤ تو ذرا نظر ملاؤ تو

یہ جسم دو سہی مگر، دلوں میں فاصلہ نہیں!

تمہارے پیار کی قسم تمہارا غم ہے میرا غم
نہ یوں بجھے بجھے رہو جو دل کی بات ہے کہو
جو مجھ سے بھی چھپاؤ گے تو پھر کسے بتاؤ گے
میں کوئی غیر تو نہیں دلاؤں کس طرح یقیں

کہ تم سے میں جدا نہیں ہوں مجھ سے تم جدا نہیں



بھول سکتا ہے بھلا کون یہ پیاری آنکھیں
رنگ میں ڈوبی ہوئی نیند سے بھاری آنکھیں

میری ہر سوچ نے ہر سانس نے چاہا ہے تمہیں
جب سے دیکھا ہے تمہیں تب سے سراہا ہے تمہیں
بس گئی ہیں مری آنکھوں میں تمہاری آنکھیں!

تم جو نظروں کو اٹھاؤ تو ستارے جھک جائیں
تم جو پلکوں کو جھکاؤ تو زمانے رک جائیں
کیوں نہ بن جائیں ان آنکھوں کی پجاری آنکھیں

جاگتی راتوں کو سپنوں کا خزانہ مل جائے
تم جو مل جاؤ تو جینے کا بہانہ مل جائے
اپنی قسمت پہ کریں ناز تمہاری آنکھیں



آج کی رات مُرادوں کی برات آئی ہے

آج کی رات نہیں شکوے شکایت کے لئے
آج ہر لمحہ، ہر اک پل ہے محبت کے لئے
ریشمی سیج ہے، جھکی ہوئی تنہائی ہے
آج کی رات مُرادوں کی برات آئی ہے

ہر گُنہ آج مقدس ہے فرشتوں کی طرح
کانپتے ہاتھوں کو مِل جانے دو رشتوں کی طرح
آج ملنے میں نہ اُلجھن ہے نہ رُسوائی ہے
آج کی رات مُرادوں کی برات آئی ہے

اپنی زلفیں مرے شانے پہ بکھر جانے دو
اِس حسیں رات کو کچھ اور نکھر جانے دو
صبح نے آج نہ آنے کی قسم کھائی ہے
آج کی رات مُرادوں کی برات آئی ہے



میں جب بھی اکیلی ہوتی ہوں تم چپکے سے آجاتے ہو
اور جھانک کے میری آنکھوں میں بیتے دن یاد دلاتے ہو

مستانہ ہوا کے جھونکوں سے ہر بار وہ پردے کا ہلنا
پردے کو پکڑنے کی دُھن میں دو اجنبی ہاتھوں کا ملنا
آنکھوں میں دُھواں سا چھا جانا سانسوں میں ستارے سے کھلنا

رستے میں تمہارا مُڑ مُڑ کر تکنا وہ مجھے جاتے جاتے
اور میرا ٹھٹھک کر رُک جانا چلمن کے قریب آتے آتے
نظروں کا ترس کر رہ جانا اِک اور جھلک پاتے پاتے

بالوں کو سکھانے کی خاطر کوٹھے پہ وہ میرا آجانا
اور تم کو مقابل پاتے ہی کچھ شرمانا کچھ بل کھانا
ہمسایوں کے ڈر سے کترانا گھر والوں کے ڈر سے گھبرانا

رو رو کے تمہیں خط لکھتی ہوں اور خود پڑھ کر رو دیتی ہوں
حالات کے تپتے طوفاں میں جذبات کی کشتی کھیتی ہوں
کیسے ہو کہاں ہو کچھ تو کہو، میں تم کو صدائیں دیتی ہوں

میں جب بھی اکیلی ہوتی ہوں تم چپکے سے آجاتے ہو
اور جھانک کے میری آنکھوں میں بیتے دن یاد دلاتے ہو



سلامِ حسرت قبول کر لو
مری محبت قبول کر لو

اُداس نظریں تڑپ تڑپ کر تمہارے جلووں کو ڈھونڈتی ہیں
جو خواب کی طرح کھو گئے اُن حسین لمحوں کو ڈھونڈتی ہیں
اگر نہ ہو ناگوار تم کو، تو یہ شکایت قبول کر لو
مری محبت قبول کر لو

تمہی نگاہوں کی آرزو ہو تمہی خیالوں کا مُدّعا ہو
تمہی مرے واسطے صنم ہو تمہی مرے واسطے خدا ہو
مری پرستش کی لاج رکھ لو مری عبادت قبول کر لو
مری محبت قبول کر لو

تمہاری جھکتی نظر سے جب تک نہ کوئی پیغام مل سکے گا
نہ روح تسکین پا سکے گی، نہ دل کو آرام مل سکے گا
غمِ جدائی ہے جان لیوا، یہ اک حقیقت قبول کر لو
مری محبت قبول کر لو ★

جو بات تجھ میں ہے تری تصویر میں نہیں
رنگوں میں تیرا عکس ڈھلا تو نہ ڈھل سکی!
سانسوں کی آنچ جسم کی خوشبو نہ ڈھل سکی!
تجھ میں جو لوچ ہے مری تحریر میں نہیں

بے جان حسن میں کہاں رفتار کی ادا
انکار کی ادا ہے نہ اقرار کی ادا
کوئی لچک بھی زلفِ گرہ گیر میں نہیں

دنیا میں کوئی چیز نہیں ہے تری طرح
پھر ایک بار سامنے آجا کسی طرح
کیا اور اک جھلک مری تقدیر میں نہیں



دوگانا:

ا۔ پاؤں چھو لینے دو پھولوں کو عنایت ہوگی
ورنہ ہم کو نہیں ان کو بھی شکایت ہوگی

ب۔ آپ جو پھول بچھائیں انہیں ہم ٹھکرائیں
ہم کو ڈر ہے کہ یہ توہینِ محبت ہوگی

ا۔ دل کی بے چین امنگوں پہ کرم فرماؤ
اتنا رک رک کے چلو گی تو قیامت ہوگی

ب۔ شرم روکے ہے ادھر شوق ادھر کھینچے ہے
کیا خبر تھی کبھی اس دل کی یہ حالت ہوگی

ا۔ شرم غیروں سے ہوا کرتی ہے اپنوں سے نہیں
شرم ہم سے بھی کرو گی تو مصیبت ہوگی



دوگانا:

ا۔ جو وعدہ کیا وہ نبھانا پڑے گا
روکے زمانہ چاہے روکے خدائی تم کو آنا پڑے گا
ترستی نگاہوں نے آواز دی ہے
محبت کی راہوں نے آواز دی ہے
جانِ حیا، جانِ ادا، چھوڑو ترسانا تم کو آنا پڑے گا

ب۔ یہ مانا ہمیں جاں سے جانا پڑے گا
پر یہ سمجھ لو، تم نے جب بھی پکارا، ہم کو آنا پڑے گا
ہم اپنی وفا پر نہ الزام لیں گے
تمہیں دل دیا ہے، تمہیں جاں بھی دیں گے
جب عشق کا سودا کیا، پھر کیا گھبرانا ہم کو آنا پڑے گا

ا۔ سبھی اہلِ دنیا یہ کہتے ہیں ہم سے
کہ آتا نہیں کوئی مُلکِ عدم سے
آج ذرا شانِ وفا، دیکھے زمانہ، تم کو آنا پڑے گا

ب۔ ہم آتے رہے ہیں، ہم آتے رہیں گے
محبت کی رسمیں، نبھاتے رہیں گے
جانِ وفا، تم دو صدا، پھر کیا ٹھکانا، ہم کو آنا پڑے گا



خدائے برتر، تری زمیں پر زمیں کی خاطر یہ جنگ کیوں ہے؟
ہر ایک فتح و ظفر کے دامن پہ خونِ انساں کا رنگ کیوں ہے؟

زمیں بھی تیری ہے، ہم بھی تیرے، یہ ملکیت کا سوال کیا ہے؟
یہ قتل و خوں کا رواج کیوں ہے، یہ رسمِ جنگ و جدال کیا ہے؟
جنہیں طلب ہے جہان بھر کی، اُنہیں کا دل اتنا تنگ کیوں ہے؟
خدائے برتر، تری زمیں پر زمیں کی خاطر یہ جنگ کیوں ہے؟

غریب ماؤں، شریف بہنوں کو امن و عزت کی زندگی دے
جنہیں عطا کی ہے تو نے طاقت، اُنہیں ہدایت کی روشنی دے
سروں میں کبر و غرور کیوں ہے، دلوں کے شیشے پہ زنگ کیوں ہے؟
خدائے برتر، تری زمیں پر زمیں کی خاطر یہ جنگ کیوں ہے؟

قضا کے رستے پہ جانے والوں کو بچ کے آنے کی راہ دینا
دلوں کے گلشن اُجڑ نہ جائیں، محبتوں کو پناہ دینا
جہاں میں جشنِ وفا کے بدلے یہ جشنِ تیر و تفنگ کیوں ہے؟
خدائے برتر، تری زمیں پر زمیں کی خاطر یہ جنگ کیوں ہے؟



اتنی حسین اتنی جواں رات کیا کریں
جاگے ہیں کچھ عجیب سے جذبات کیا کریں

پیڑوں کے بازوؤں میں لچکتی ہے چاندنی
بے چین ہو رہے ہیں خیالات کیا کریں

سانسوں میں گھل رہی ہے کسی سانس کی مہک
دامن کو چھو رہا ہے کوئی ہات کیا کریں

شاید تمہارے آنے سے یہ بھید کھل سکے
حیران ہیں کہ آج نئی بات کیا کریں



یہ وادیاں یہ فضائیں بلا رہی ہیں تمہیں
خموشیوں کی صدائیں بلا رہی ہیں تمہیں

ترس رہے ہیں جواں پھول ہونٹ چھونے کو
مچل مچل کے ہوائیں بلا رہی ہیں تمہیں

تمہاری زلفوں سے خوشبو کی بھیک لینے کو
جھکی جھکی سی گھٹائیں بلا رہی ہیں تمہیں

حسین چمپئی پیروں کو جب سے دیکھا ہے
ندی کی مست ادائیں بلا رہی ہیں تمہیں

میرا کہا نہ سنو، ان کی بات تو سن لو
ہر ایک دل کی دعائیں بلا رہی ہیں تمہیں



حلقے میں جو بکھرا ہے اُس حُسن کا کیا کہنا
کچھ دیر ابھی ہم سے تم یوں ہی خفا رہنا

اِس حُسن کے شعلے کی تصویر بنا لیں ہم
اِن گرم نگاہوں کو سینے سے لگا لیں ہم
پل بھر اسی عالم میں اے جانِ ادا رہنا
کچھ دیر ابھی ہم سے تم یوں ہی خفا رہنا

یہ دہکا ہوا چہرا، یہ بکھری ہوئی زُلفیں
یہ بڑھتی ہوئی دھڑکن، یہ چڑھتی ہوئی سانسیں
سامانِ قضا ہو تم، سامانِ قضا رہنا
کچھ دیر ابھی ہم سے تم یوں ہی خفا رہنا

پہلے بھی حسیں تھیں تم، لیکن یہ حقیقت ہے
وہ حُسن مصیبت تھا، یہ حُسن قیامت ہے
اور دل ہے تو بڑھ کر ہو خود سے بھی سوا رہنا
کچھ دیر ابھی ہم سے تم یوں ہی خفا رہنا

مجھے گلے سے لگا لو، بہت اُداس ہوں میں
غمِ جہاں سے بچھڑا لو، بہت اُداس ہوں میں

یہ انتظار کا دُکھ اب سہا نہیں جاتا
تڑپ رہی ہے محبت رہا نہیں جاتا
تم اپنے پاس بُلا لو، بہت اُداس ہوں میں

ہر ایک سانس میں ملنے کی پیاس پلتی ہے
سُلگ رہا ہے بدن اور روح جلتی ہے
بچا سکو تو بچا لو، بہت اُداس ہوں میں

بھٹک چکی ہوں بہت زندگی کی راہوں میں
مجھے اب آ کے چھپا لو تم اپنی باہوں میں
مرا سوال نہ ٹالو، بہت اُداس ہوں میں



جرمِ اُلفت پہ ہمیں لوگ سزا دیتے ہیں
کیسے نادان ہیں، شعلوں کو ہوا دیتے ہیں

ہم سے دیوانے کہیں ترکِ وفا کرتے ہیں
جان جائے کہ رہے بات نبھا دیتے ہیں۔

آپ دولت کے ترازو میں دلوں کو تولیں
ہم محبت سے محبت کا صلہ دیتے ہیں

تخت کیا چیز ہے اور لعل و جواہر کیا ہیں
عشق والے تو خدائی بھی لٹا دیتے ہیں

ہم نے دل دے بھی دیا، عہدِ وفا لے بھی لیا
آپ اب شوق سے دے لیں جو سزا دیتے ہیں

★

حُسن مرا، عشق ترا، رنگین تو ہے بدنام سہی
مجھ پر تو کئی الزام لگے، تجھ پر بھی کوئی الزام سہی

اس رات کی نکھری رنگت کو کچھ اور نکھر جانے دے ذرا
نظروں کو بہک لینے دے ذرا، زلفوں کو بکھر جانے دے ذرا
کچھ دیر کی ہی تسکین سہی، کچھ دیر کا ہی آرام سہی

جذبات کی کلیاں چُننا ہے اور پیار کا تحفہ دینا ہے
لوگوں کی نگاہیں کچھ بھی کہیں، لوگوں سے ہمیں کیا لینا ہے
یہ خاص تعلق آپس کا دنیا کی نظر میں عام سہی

رسوائی کے ڈر سے گھبرا کر ہم ترکِ وفا کر دیتے ہیں
جس دل کو بسا لیں پہلو میں اس دل کو جدا کر دیتے ہیں
جو حشر ہوا ہے لاکھوں کا اپنا بھی وہی انجام سہی



سنسار سے بھاگے پھرتے ہو بھگوان کو تم کیا پاؤ گے
اس لوک کو بھی اپنا نہ سکے اس لوک میں بھی پچھتاؤ گے

یہ پاپ ہے کیا، یہ پُنیہ ہے کیا، ریتوں پر دھرم کی مہریں ہیں
ہر یگ میں بدلتے دھرموں کو کیسے آدرش بناؤ گے

یہ بھوگ بھی ایک تپسیا ہے، تم تیاگ کے مارے کیا جانو
اپمان رچیتا کا ہوگا، رچنا کو اگر ٹھکراؤ گے

ہم کہتے ہیں یہ جگ اپنا ہے، تم کہتے ہو جھوٹا سپنا ہے
ہم جنم بتا کر جائیں گے، تم جنم گنوا کر جاؤ گے



لاگا چُنری میں داغ چھپاؤں کیسے
ـــ گھر جاؤں کیسے
ہو گئی میلی موری چُنریا
کورے بدن سی کوری چُنریا
جا کے بابل سے نظریں ملاؤں کیسے
ـــ گھر جاؤں کیسے

بھول گئی سب بچن بدا کے !
کھو گئی میں سسرال میں آ کے
جا کے بابل سے نظریں ملاؤں کیسے
ـــ گھر جاؤں کیسے

کوری چُنریا آتما موری، میل ہے مایا جال
وہ دنیا مورے بابل کا گھر، یہ دنیا سسرال
جا کے بابل سے نظریں ملاؤں کیسے
ـــ گھر جاؤں کیسے
لاگا چُنری میں داغ چھپاؤں کیسے

★

تم چلی جاؤ گی، پرچھائیاں رہ جائیں گی
کچھ نہ کچھ حسن کی رعنائیاں رہ جائیں گی

تم کہ اس جھیل کے ساحل پہ ملی ہو مجھ سے
جب بھی دیکھوں گا یہیں مجھ کو نظر آؤ گی
یاد مٹتی ہے نہ منظر کوئی مٹ سکتا ہے
دور جا کر بھی تم اپنے کو یہیں پاؤ گی

گھُل کے رہ جائے گی جھونکوں میں بدن کی خوشبو
زُلف کا عکس گھٹاؤں میں رہے گا صدیوں
پھول چپکے سے چُرا لیں گے لبوں کی سُرخی
یہ جواں حُسن فضاؤں میں رہے گا صدیوں

اس دھڑکتی ہوئی شاداب و حسیں وادی میں
یہ نہ سمجھو کہ ذرا دیر کا قصہ ہو تم
اب ہمیشہ کیلئے، میرے مقدر کی طرح
ان نظاروں کے مقدر کا بھی حصہ ہو تم

تم چلی جاؤ گی پرچھائیاں رہ جائیں گی
کچھ نہ کچھ حسن کی رعنائیاں رہ جائیں گی



رنگ اور نور کی بارات کسے پیش کروں
یہ مرادوں کی حسیں رات کسے پیش کروں

میں نے جذبات نبھائے ہیں اصولوں کی جگہ
اپنے ارمان پرو لایا ہوں پھولوں کی جگہ
تیرے سہرے کی یہ سوغات کسے پیش کروں

نغمہ و شعر کی سوغات کسے پیش کروں
یہ چھلکتے ہوئے جذبات کسے پیش کروں

شوخ آنکھوں کے اجالوں کو لٹاؤں کس پر
مست زلفوں کی سیہ رات کسے پیش کروں

گرم سانسوں میں چھپے راز بتاؤں کس کو
نرم ہونٹوں میں دبی بات کسے پیش کروں

کوئی ہمراز تو پاؤں، کوئی ہمدم تو ملے
دل کی دھڑکن کے اشارات کسے پیش کروں



پیش ہے شعر مرے آخری نذرانے میں
میں اُن اپنوں میں ہوں جو آج سے بیگانے ہیں
بے تعلق سی ملاقات کیسے پیش کروں

سُرخ جوڑے کی تب و تاب مبارک ہو تجھے
تری آنکھوں کا نیا خواب مبارک ہو تجھے
میں یہ خواہش یہ خیالات کیسے پیش کروں

کون کہتا ہے کہ چاہت پہ سبھی کا حق ہے
تُو جسے چاہے ترا پیار اسی کا حق ہے
مجھ سے کہہ دے، میں ترا ہات کیسے پیش کروں



یہ زلف اگر کھل کے بکھر جائے تو اچھا
اس رات کی تقدیر سنور جائے تو اچھا

جس طرح سے تھوڑی سی ترے ساتھ کٹی ہے
باقی بھی اسی طرح گزر جائے تو اچھا

دُنیا کی نگاہوں میں بُرا کیا ہے بھلا کیا
یہ بوجھ اگر دل سے اُتر جائے تو اچھا

ویسے تو تمہیں نے مجھے برباد کیا ہے
الزام کسی اور کے سر جائے تو اچھا



محفل سے اُٹھ جانے والو، تم لوگوں پر کیا الزام
تم آباد گھروں کے باسی، میں آوارہ اور بدنام
میرے ساتھی خالی جام

دو دن تم نے پیار جتایا، دو دن تم سے میل رہا
اچھا خاصا وقت کٹا اور اچھا خاصا کھیل رہا
اب اُس کھیل کا ذکر ہی کیا، وقت کٹا اور کھیل تمام
میرے ساتھی خالی جام

تم نے ڈھونڈی سُکھ کی دولت، میں نے پالا غم کا روگ
کیسے بنتا، کیسے نبھتا، یہ رشتہ اور یہ سنجوگ
میں نے دل کو دل سے تولا، تم نے مانگے پیار کے دام
میرے ساتھی خالی جام

تم دُنیا کو بہتر سمجھے، میں پاگل تھا خوار ہوا
تم کو اپنانے نکلا تھا، خود سے بھی بیزار ہوا
دیکھ لیا گھر پھونک تماشا، جان لیا انجام
میرے ساتھی خالی جام



موت کتنی بھی سنگدل ہو، مگر
زندگی سے تو مہرباں ہوگی
نت نئے رنج دل کو دیتی ہے
زندگی ہر خوشی کی دشمن ہے
موت سب سے نباہ کرتی ہے
زندگی، زندگی کی دشمن ہے
کچھ نہ کچھ تو سکون پائے گا
موت کے بس میں جس کی جاں ہوگی

رنگ اور نسل، نام اور دولت
زندگی کتنے فرق مانتی ہے
موت حد بندیوں سے اونچی ہے
ساری دُنیا کو ایک جانتی ہے
جن اصولوں پہ مر رہے ہیں ہم
اُن اصولوں کی قدرداں ہوگی

موت سے اور کچھ ملے نہ ملے
زندگی سے تو جان چھوٹے گی
مسکراہٹ نصیب ہو کہ نہ ہو
آنسوؤں کی لڑی تو ٹوٹے گی
ہم نہ ہوں گے تو غم کسے ہوگا؟
ختم ہر غم کی داستاں ہوگی



بھولے سے محبت کر بیٹھا، ناداں تھا بیچارا، دل ہی تو ہے
ہر دل سے خطا ہو جاتی ہے، بگڑو نہ خدارا، دل ہی تو ہے

اس طرح نگاہیں مت پھیرو، ایسا نہ ہو دھڑکن رک جائے
سینے میں کوئی پتھر تو نہیں، احساس کا مارا، دل ہی تو ہے

جذبات بھی ہندو ہوتے ہیں، چاہت بھی مسلماں ہوتی ہے
دنیا کا اشارہ تھا، لیکن سمجھا نہ اشارہ، دل ہی تو ہے

بیداد گروں کی ٹھوکر سے سب خواب سہانے چور ہوئے
اب دل کا سہارا غم ہی تو ہے، اب غم کا سہارا دل ہی تو ہے



رات بھی ہے کچھ بھیگی بھیگی — چاند بھی ہے کچھ مدھم مدھم
تم آؤ تو آنکھیں کھولے — سوئی ہوئی پائل کی چھم چھم

کس کو بتائیں، کیسے بتائیں — آج عجب ہے دل کا عالم
چین بھی ہے کچھ ہلکا ہلکا — درد بھی ہے کچھ مدھم مدھم

تپتے دل پر یوں گرتی ہے — تیری نظر سے پیار کی شبنم
جلتے ہوئے جنگل پر جیسے — برکھا برسے رک رک تھم تھم

ہوش میں تھوڑی بے ہوشی ہے — بے ہوشی میں ہوش ہے کم کم
تجھ کو پانے کی کوشش میں — دونوں جہاں سے کھوئے گئے ہم



سب میں شامل ہو مگر سب سے جدا لگتی ہو
صرف ہم سے ہی نہیں خود سے بھی خفا لگتی ہو

آنکھ اٹھتی ہے نہ جھکتی ہے کسی کی خاطر
سانس چڑھتی ہے نہ رکتی ہے کسی کی خاطر
جو کسی در پہ نہ ٹھہرے وہ ہوا لگتی ہو

زلف لہرائے تو آنچل میں چھپا لیتی ہو
ہونٹ تھرائیں تو دانتوں میں دبا لیتی ہو
جو کبھی کھل کے نہ برسے وہ گھٹا لگتی ہو

جاگی جاگی نظر آتی ہو نہ سوئی سوئی
تم کہ ہو اپنے خیالات میں کھوئی کھوئی
کسی مایوس مصور کی دعا لگتی ہو



پربتوں کے پیڑوں پر شام کا بسیرا ہے
سرمئی اجالا ہے، چمپئی اندھیرا ہے

دونوں وقت ملتے ہیں دو دلوں کی صورت سے
آسماں نے خوش ہو کر رنگ سا بکھیرا ہے

ٹھہرے ٹھہرے پانی میں گیت سرسراتے ہیں
بھیگے بھیگے جھونکوں میں خوشبوؤں کا ڈیرا ہے

کیوں نہ جذب ہو جائیں اس حسیں نظارے میں
روشنی کا جھرمٹ ہے، مستیوں کا گھیرا ہے



تم اگر مجھ کو نہ چاہو تو کوئی بات نہیں
تم کسی اور کو چاہو گی تو مشکل ہوگی

اب اگر میل نہیں ہے تو جدائی بھی نہیں
بات توڑی بھی نہیں تم نے بنائی بھی نہیں
یہ سہارا ہی بہت ہے مرے جینے کے لئے
تم اگر میری نہیں ہو تو پرائی بھی نہیں
میرے دل کو نہ سراہو تو کوئی بات نہیں
غیر کے دل کو سراہو گی تو مشکل ہوگی

تم حسیں ہو تمہیں سب پیار ہی کرتے ہوں گے
میں جو مرتا ہوں تو کیا اور بھی مرتے ہوں گے
سب کی آنکھوں میں اسی شوق کا طوفاں ہوگا
سب کے سینے میں یہی درد ابھرتے ہوں گے
میرے غم میں نہ گھلو تو کوئی بات نہیں
اور کے غم میں گھلو گی تو مشکل ہوگی

پھول کی طرح ہنسو سب کی نگاہوں میں رہو
اپنی معصوم جوانی کی پناہوں میں رہو
مجھ کو وہ دن نہ دکھانا تمہیں اپنی ہی قسم
میں ترستا رہوں تم غیر کی باہوں میں رہو
تم جو مجھ سے نہ نبھاؤ تو کوئی بات نہیں
کسی دشمن سے نبھاؤ گی تو مشکل ہوگی



تیرے بچپن کو جوانی کی دُعا دیتی ہوں
اور دُعا دے کے پریشان سی ہو جاتی ہوں

میرے بچے، مرے گلزار کے ننھے پودے
تجھ کو حالات کی آندھی سے بچانے کے لئے
آج میں پیار کے آنچل میں چھپا لیتی ہوں
کل یہ کمزور سہارا بھی نہ حاصل ہوگا
کل تجھے کانٹوں بھری راہ پہ چلنا ہوگا
زندگانی کی کڑی دھوپ میں جلنا ہوگا
تیرے بچپن کو جوانی کی دعا دیتی ہوں
اور دُعا دے کے پریشان سی ہو جاتی ہوں

تیرے ماتھے پہ شرافت کی کوئی مُہر نہیں
چند بوسے ہیں محبت کے سو وہ بھی کیا ہیں
مجھ سی ماؤں کی محبت کا کوئی مول نہیں

میرے معصوم فرشتے تو ابھی کیا جانے
تجھ کو کس کس کے گناہوں کی سزا ملنی ہے
دین اور دھرم کے مارے ہوئے انسانوں کی
جو نظر ملنی ہے وہ تجھ کو خفا ملنی ہے
تیرے بچپن کو جوانی کی دُعا دیتی ہوں
اور دُعا دے کے پریشان سی ہو جاتی ہوں

بیڑیاں لے کے لپکتا ہوا قانون کا ہات
تیرے ماں باپ سے جب تجھ کو ملی یہ سوغات
کون لائے گا ترے واسطے خوشیوں کی برات
میرے بچے، ترے انجام سے جی ڈرتا ہے
تیری دُشمن ہی نہ ثابت ہو جوانی تیری
کانپ جاتی ہے جسے سوچ کے ممتا میری
اُسی انجام کو پہنچے نہ کہانی تیری
تیرے بچپن کو جوانی کی دُعا دیتی ہوں
اور دُعا دے کے پریشان سی ہو جاتی ہوں

★

اب کوئی گلشن نہ اُجڑے، اب وطن آزاد ہے
روح گنگا کی، ہمالہ کا بدن آزاد ہے

کھیتیاں سونا اُگائیں، وادیاں موتی لٹائیں
آج گوتم کی زمیں، تُلسی کا بن آزاد ہے

دستکاروں سے کہو اپنی ہُنرمندی دکھائیں
اُنگلیاں کٹتی تھیں جس کی اب وہ فن آزاد ہے

مندروں میں سنکھ باجیں مسجدوں میں ہو اذاں!
شیخ کا دھرم اور دینِ برہمن آزاد ہے

لوٹ کیسی بھی ہو اب اس دیس میں رہنے نہ پائے
آج سب کے واسطے دھرتی کا دھن آزاد ہے

★

برسو رام دھڑاکے سے
بڑھیا مر گئی فاقے سے

کل جگ میں بھی مرتی ہے ست جگ میں بھی مرتی تھی
یہ بڑھیا اس دُنیا میں سدا ہی فاقے کرتی تھی
جینا اس کو راس نہ تھا
پیسہ اس کے پاس نہ تھا
اس کے گھر کو دیکھ کے لچھمی مڑ جاتی تھی ناکے سے
برسو رام دھڑاکے سے

جھوٹے ٹکڑے کھا کے بڑھیا تپتا پانی پیتی تھی
مرتی ہے تو مر جانے دو، پہلے بھی کب جیتی تھی
جے ہو پیسے والوں کی
گیہوں کے دلالوں کی
ان کا حد سے بڑھا منافع کچھ ہی کم ہے ڈاکے سے
برسو رام دھڑاکے سے

★

یوں تو حسن ہر جگہ ہے، لیکن اس قدر نہیں
اے وطن کی سرزمیں

کھلی کھلی فضا — یہ ڈھلا ڈھلا گگن
ندیوں کے پیچ و خم — پربتوں کا بانکپن
تیری وادیاں جواں، تیرے راستے حسیں
اے وطن کی سرزمیں

تیری خاک میں بسی — ماں کے دودھ کی مہک
تیرے سبزے میں رچی — سو رنگوں کی جھلک
ہم میں ہی کمی رہی، تجھ میں کچھ کمی نہیں
اے وطن کی سرزمیں

نعمتوں کے درمیاں — بھوک پیاس کیوں رہے
تیرے پاس کیا نہیں — تو اداس کیوں رہے
عام ہو گی وہ خوشی، جو ہے ابھی کہیں کہیں!
اے وطن کی سرزمیں

تیری خاک کی قسم — ہم تجھے سجائیں گے
ہر چھپا ہوا ہنر — روشنی میں لائیں گے
آنے والے دور کی برکتوں پہ رکھ یقیں
اے وطن کی سرزمیں



یہ دُنیا دو رنگی ہے
ایک طرف سے ریشم اوڑھے، ایک طرف سے ننگی ہے

ایک طرف اندھی دولت کی پاگل عیش پرستی
ایک طرف جسموں کی قیمت روٹی سے بھی سستی
ایک طرف ہے سوناگاچی، ایک طرف چورنگی ہے
یہ دُنیا دو رنگی ہے

آدھے مُنہ پر نور برستا، آدھے مُنہ پر چیرے
آدھے تن پر کوڑھ کے دھبے، آدھے تن پر ہیرے
آدھے گھر میں خوشحالی ہے، آدھے گھر میں تنگی ہے
یہ دُنیا دو رنگی ہے

ماتھے اوپر مکٹ سجائے، سر پہ ڈھوئے گندا
دائیں ہاتھ سے بھکشا مانگے، بائیں سے دے چندا
ایک طرف بھنڈار چلائے، اک طرف بھک منگی ہے
یہ دُنیا دو رنگی ہے

اِک سنگم پر لانی ہوگی، دکھ اور سکھ کی دھارا
نئے سرے سے کرنا ہوگا دولت کا بٹوارا
جب تک اونچ اور نیچ ہے باقی، ہر صورت بے ڈھنگی ہے
یہ دُنیا دو رنگی ہے

  

ختم شد